Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

# Meaning of Prevention of Intolerance in the Light of Contemporary Demands and Perspective of Islam

## عصری تقاضوں کی روشنی میں عدم برداشت کی روک تھام کا مفہوم اور اسلام کا نقطہ نظر

**Mubashir Hussain**
**Dr. Jawaad Hasseb**
MS Scholar, Islamic Studies, HITEC University, Taxila, Cantt, Rawalpindi at-qazimubashirhussain734@gmail.com
Lecturer, Islamic Studies, HITEC University, Taxila, Cantt, Rawalpindi at-jawaad.haseeb@hitecuni.edu.pk

**Citation:** Adil Hussain, Ali Raza Khoso, & Shoaib Noor. (2024). Effectiveness of Task-Based Language Learning Approach for Fostering English Speaking Skills of Secondary Level Students. *Al-Qirtas*, *3*(3). Retrieved from https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas/article/view/316

**Abstract:**

*Man has been created to live together in this world, so he creates such a society in terms of living in this way, in which high social values of patience and tolerance are established and, in this context, each other. The rules and regulations of living with tolerance have been made. Giving Salam gives us a very clear message regarding tolerance and tolerance that actually the name of Islam is to develop by tolerating each other's words with patience and tolerance. At present, the kind of social deterioration that is being found in our country and there are intemperate attitudes related to tolerance, it is very important and necessary for all of us to gain awareness of the comprehensiveness of the prevention of intolerance in the religion of Islam. What Islamic teachings provide in this regard are and how far the social requirements of our society allow in the problem faced. All forms of Islam's prevention of intolerance should be brought to the fore in front of the youth of Pakistan, and on the basis of all these, they should be able to make it clear to their nation by giving awareness of the teachings of patience and tolerance that even today, the religion is complete. As a result of action, all our problems can be solved*

***Keyword:*** *Meaning. Prevention, Intolerance, Contemporary Demands. Perspective. Islam*

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

**ابتدائیہ:**

انسان اس دنیا میں مل جل کر زندگی گزارنے کے لئے تخلیق کیا گیا ہے اس لئے وہ اس طرح رہنے کے حوالے سے ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جس میں صبر و تحمل اور برداشت کی اعلیٰ معاشرتی اقدار قائم ہوں اور اس کے تناظر میں ایک دوسرے کو تحمل کے ساتھ برداشت کر کے زندگی گزارنے کے اصول و ضوابط بنائے گئے ہوں دینا سلام ہمیں برداشت، صبر و تحمل کے حوالے سے بڑا واضح پیغام دیتا ہے کہ اصل میں اسلام نام ہی ایک دوسرے کی باتوں کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کر کے ترقی کرنا ہے۔

عصر حاضر میں جس طرح کی ہمارے ملک میں معاشرتی ابتری پائی جا رہی ہے اور برداشت سے متعلق بے اعتدالی والے رویے موجود ہیں، ایسے میں دین اسلام کی عدم برداشت کی روک تھام کی جامعیت کا شعور حاصل کرنا ہم سب کے لئے بہت ضروری اور لازمی ہے کہ اسلامی تعلیمات اس حوالے سے کیا احکامات مہیا کرتی ہیں اور ہمارے سماج کے معاشرتی تقاضے اس درپیش مسئلے میں کہاں تک اجازت دیتے ہیں ان تمام چیزوں سے پہلے اس بات کا جاننا بھی لازمی اور اہم ہے کہ دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں عدم برداشت کی روک تھام کا جامع مفہوم کیا ہے تاکہ پاکستان کے نوجوان کے سامنے اسلام کی عدم برداشت کی روک تھام کی تمام صورتیں کھل کر سامنے آجائیں اور وہ ان سب کی بنیاد پر اپنی قوم کو صبر و تحمل اور برداشت والی تعلیمات کا شعور دے کر یہ واضح کر سکے کہ آج بھی دین پر مکمل عمل کرنے کے نتیجے میں ہمارے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

**عدم برداشت کی لغوی تعریفات**

**علامہ ابن منظور افریقی کے نزدیک عدم برداشت کی لغوی تعریف**

اگر ہم اس لفظ کی ساخت کو دیکھیں تو یہ لفظ 'عدم برداشت' لاطینی زبان سے ماخوز ہے، جس کا مطلب ہے :

"برداشت کی کمی؛یعنی ایسا شخص جس میں کسی بھی درپیش مسئلہ میں برداشت اور تحمل نہ ہو بلکہ اس چیز کی کمی پائی جاتی ہو" ۔ [i] ایسے رویے کو عدم براداشت سے منسوب کیا جاتا ہے، اسی طرح مزید اس لفظ کی لغوی حوالے سے تعریف لسان العرب کے مصنف علامہ ابن منظور الافریقیؒ (1312ء -1233ء) نے کی ہے، وہ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

> " عدم برداشت سے لغوی طور پر یہ مراد لیا جاتا ہے کہ یہ استعمال ہوتا ہے جس میں تحمل کا نام ونشان بھی نہ ہو اور درحقیقت یہ لفظ رواداری، صبر و تحمل اور بردباری کی ضد ہے۔[ii]

مذکورہ دونوں تعریفوں میں لفظ 'عدم برداشت' پر لغوی حوالے سے یہ رہنمائی کی جا رہی ہے کہ ایسا انسان جس میں صبر و تحمل اور برداشت موجود نہ ہو اور ایسے شخص میں بنیادی طور پر ایسے رویے جنم لیتے ہیں جن میں بے قابو پن پیدا ایک عام سا رویہ ہو جاتا ہے۔

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

یعنی کسی انسان کے اندر کسی بھی چیز کو تحمل اور حوصلے سے برداشت کرنے کی کمی کا نام ہے۔ یہ درحقیقت رواداری، صبر و تحمل اور بردباری کی ضد ہے، انسانی فطرت میں صبر و تحمل اور براشت جیسی تمام صفات موجود ہیں لیکن انسانیت کے رویوں میں غیر معتدل حالات کا پیدا ہو جانا اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ انسان عدم برداشت والے رویوں کو اختیار کرنا شروع کر دیتا ہے۔

**امام مناویؒ کے نزدیک عدم برداشت کی لغوی تعریف**

امام مناویؒ (1545ء-1622ء) [iii] اپنی شہرہ آفاق کتاب "كنوز الحقائق فی الحديث "میں لفظ 'عدم براداشت' سے متعلق اپنے قلم کو تحریر میں لاتے ہیں اور فرماتے ہوئے اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ "عدم براداشت، نفس کو ہر اس چیز کا پابند نہ رکھنا جس کا عقل اور شرح تقاضا کرتی ہے " مزید امام مناویؒ اس پر روشنی ڈالتے ہیں کہ:

"الصبرقوة مقاومة الأهوال والآلام الحسية والعقلية[iv] "

ترجمہ: " زمانے کے حوادث سے نمٹنے کی طاقت رکھنا صبر کہلاتا ہے یعنی زمانے کی حسی اور عقلی تکالیف کا مقابلہ کرنا"

امام مناوی کی اس حوالے سے یہ امتیازی شان بن رہی ہے کہ اس لفظ کے حوالے سے انہوں نے اس کو صبر و تحمل کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا ہے اور عقل سلیم کے متصادم چلنے والی طاقتوں اور سرگرمیوں کو عدم براشت کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا ہے۔

**قاضی عیاض کے نزدیک عدم برداشت کی لغوی تعریف**

عدم برداشت کو ایک اور انداز سے ابوالفضل قاضی عیاضؒ (1083ء1149ء) [v] نے اپنی ایک کتاب "مشارق الأنوار على صحاح الآثار "میں لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ لغت میں 'عدم برداشت ' کا مطلب ہوتا ہے:

"عدم رواداری، سیاسی، مذہبی، ثقافتی، جنسی، نسلی، وغیرہ[vi]"

قاضی عیاضؒ کے نزدیک عدم برداشت کے جامع مفہوم کو ایک انسانی معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہوئے اسے تمام دائروں میں دیکھنے کی ضرورت و اہمیت ہے نہ کہ خاص کسی ایک دائرے میں عدم برداشت کے معنیٰ کو لیا جائے۔

عدم برداشت سے متعلق مندرجہ بالا تمام لغوی تعریفات کی روشنی میں یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ یہ لفظ اپنے اندر جامعیت لئے ہوئے ہے جس میں ایک انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی کے تمام دائروں میں اس اصطلاح کو سمجھنا لازمی ہے۔ آج میں جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں تو خاص طور پر اسلام کی جامع تعلیمات؛ جس میں صبر و تحمم، برداشت اور پیار کی تعلیمات ہیں پر عمل کرنا لازمی اور ضروری ہے، اور ایسے ہی اس پیاری دھرتی ماں کو عدم برداشت جیسی انسانیت دشمن تعلیمات سے بچایا جائے، اسی طرح ایک مسلمان جماعت کی اولین ذمہ داریوں میں سے یہ بھی ہے کہ دور حاضر میں

اسلام کے جامع فلسفہ کو امن و برداشت کے تناظر میں پیش کرے اور ملک میں جس طرح دن بدن یہ چیزیں دور ہوتی جارہی ہیں، ایسے میں عدم برداشت کی اس حقیقیت کو جاننے کے بعد ہمیں اسلام کی برداشت پر مبنی تعلیمات کو ساتھ لیکر کر آگے بڑھنا وقت کا لازمی تقاضا ہے۔

**عدم برداشت کی اصطلاحی تعریفات**

**امام راغب الاصفہانی کے نزدیک عدم برداشت کی اصطلاحی تعریف**

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں 'عدم برداشت' کی اصطلاحی تعریف کے حوالے سے بغداد کے مشہور و معروف عالم ربانی امام راغب اصفہانیؒ (1108ء م) [vii] نے اس لفظ کی اصطلاحی مفہوم پر یوں روشنی ڈالی ہے کہ:

"الصبر حبس النفس على ما يقتضيه العقل والشرع، أو عمّا يقتضيان حبسها عنه" [viii]

ترجمہ: "برداشت نفس کو ہر اس چیز کا پابند رکھنا ہے جس کا عقل اور شرع تقاضا کرتی ہے"

اس میں برداشت کے متضاد لفظ 'عدم برداشت' کی وضاحت کی جارہی ہے کہ اپنے نفس کو قابو کرنے کی بجائے برداشت نہ کرنے کی عادت کی طرف گامزن رکھنا، بنیادی طور پر ایسے تمام اعمال و افعال جس کا انسانی عقل تقاضا کرے تو یہ عدم برداشت کہلاتا ہے۔

**مولانا وحید الزمان کے نزدیک عدم برداشت کی اصطلاحی تعریف**

عدم برداشت کا مفہوم یہ ہوا کہ ایسے رویے اور صفات کی حاملین انسانی بستیاں جہاں انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جاتا ہو عدم برداشت کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ عدم برداشت سے متعلق اصطلاحی مفاہیم کی روشنی میں اس جیسی صفات کا ذکر ایک معروف عالم دین حضرت مولانا وحید الزمانؒ (1920ء-1850ء) [ix] نے عربی لغت پر مشہور اپنی ایک اہم کتاب "القاموس الاصطلاحی" میں عدم برداشت کے اصطلاحی مفہوم کو واضح کیا ہے۔ آپؒ اس حوالے سے واضح کرتے ہیں کہ عدم برداشت کا مطلب ہوتا ہے:

"اخلاقی اقدار، ریاکاری پر مبنی نفسانیت کی خواہشات کا کنٹرول سے باہر ہونا، غیر اخلاقی روایات، برداشت
اور تحمل مزاجی کی بجائے دوسرے انسانوں پر ظلم کا قائم کرنا، مذہبی عدم رواداری و برداشت
جیسی جذباتی تعلیمات کو پروان چڑھانا اور پر تشدد نظریات کو فروغ دینا، یہ سب کچھ عدم برداشت
کے مفاہیم میں استعمال میں لائے جاتے ہیں"۔ [x]

مولانا کیر نوائیؒ کی تحریر کردہ اس جامع ترین اصطلاحی تعریف کے تناظر میں یہ بات روز روشن کی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ لفظ 'عدم برداشت' ان تمام جذباتی تعلیمات کا نام ہے جس سے انسانیت اصلی اور حقیقی راستے سے ہٹ کر انفرادیت، خود غرضی جیسے ماحول کی طرف بڑھ جائے اور انسانی اجتماع اعلیٰ صفات کی بجائے کم ظرف قسم کی صفات کا حامل ہو جائے۔

*Al-Qirtas* القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

مندرجہ بالا'عدم برداشت ' کی دونوں اصطلاحی تعریفات کی روشنی میں اس اہم اصطلاح سے متعلق یہ فکر وفلسفہ اور بنیادی تعلیمات سامنے آتی ہیں کہ انسانی اجتماع میں عدم برداشت کے رویوں پر مبنی جماعتیں، گروہ کبھی بھی انسانوں کو سکھ کا سانس نہیں لینے دیں گے اور نہ ہی امن وشانتی کے ساتھ آگے بڑھنے دیں گے۔

مندرجہ بالا لفظ'عدم برداشت ' کی لغوی واصطلاحی تعریفات پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے، جس میں اس بات کو واضح کرنے کی مکمل کوشش کی گئی ہے کہ عدم برداشت کو ہر پہلو سے تحریر میں لایا جاسکے اور اس سے ہر حوالے سے رہنمائی لی جاسکے کہ اسلامی تعلیمات میں عدم برداشت کے نقصانات سے انسانی سماج کو کیسے محفوظ کیا جاسکے۔مزید براں اس بات کی بھی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے کہ اس لفظ کے متضاد اصطلاحات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصد تھا کہ ملک پاکستان میں اس اصطلاح کے متضاد معنٰی رکھنے والی تعلیمات کی کتنی ضرورت واہمیت ہے ہمارے اس سماج میں۔

**اسلامی تعلیمات کے تناظر میں عدم برداشت کی روک تھام کا مفہوم**

جس طرح انسانی سماج میں موجود تمام مسائل کا حل قرآن پاک میں پایا جاتا ہے ایسے ہی انسانی سوسائٹی میں عدم برداشت سے متعلق نظریات وافکار اور ان کی روک تھام کے حوالے سے بھی قرآن پاک میں رہنمائی ملتی ہے کہ ان کو اختیار کرکے انسانی سماج میں عدم برداشت کے رویوں کو ختم کیا جاسکتا ہے، اور دنیائے انسانیت کو مادی وروحانی حوالے سے پروان چڑھایا جاسکے۔اسی چیز کے پیش نظر ہم نے یہاں بنیادی طور پر ہم نے یہ پیش کرنا اور سمجھنا ہے کہ اصل میں قرآنی علوم ومعارف میں عدم برداشت کی روک تھام کا حقیقی مفہوم ہے کیا،قرآن پاک میں سورۃ الشوریٰ میں اس سلسلے میں ارشاد ہے کہ :

"وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ"[xi]

ترجمہ: " اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کردیا بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔"

مندرجہ بالا قرآنی تعلیم میں بڑا واضح انداز میں شعور مل رہا ہے کہ صبر کا دامن پکڑنے کے نتیجے میں اس معاشرے میں غصے والی تعلیمات کا خاتمہ اور پرعزم انداز میں آگے بڑھنے والی تعلیمات کا فروغ ہی اصل میں اس کا لازمی نتیجہ ہے، جس کے ذریعے سے اس معاشرے میں عدم برداشت کی روک تھام کی جا سکتی ہے،اس لئے قرآنی تعلیمات کے تناظر میں عدم برداشت کی روک تھام کا مفہوم یہ ہوا کہ صبر و تحمل اور پختہ ارادے کے ساتھ آگے بڑھا جائے۔

اسی طرح قرآن مجید میں جبر اور تشدد کے راستے کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے،اس سے بھی قرآنی تعلیمات کی روشنی میں عدم برداشت کی روک تھام نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جبر پر مبنی تعلیمات اندر ہی اندر بغاوت کے عنصر کو پیدا کرتی رہتی ہیں اس لئے عدم برداشت کی روک تھام کا قرآنی مفہوم ایک انداز میں انسانی معاشرے میں جبر واکرہ کے ماحول کو ختم کرنے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ"[xii]

ترجمہ:"دین میں زبردستی نہیں"

http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

قرآن پاک کیونکہ جبر و تشدد کی سختی سے نفی کرتا ہے اس لئے معاشرے میں اس کو فروغ کرنے کی بجائے امن وامان کے ساتھ انسانی سماج کو ترقی دینے کی بات کرتا ہے۔ مندرجہ بالا قرآن پاک کی آیت سے اسی مفہوم کا شعور مل رہا ہے کہ عدم برداشت کی روک تھام اصل میں جبر واکرہ کے ذریعے کبھی بھی پایہ تکمیل نہیں ہو پائے گی اور حقیقت میں قرآن فہم وبصیرت میں عدم برداشت کی روک تھام کا صحیح معنوں میں مفہوم بھی یہی بنتا ہے۔

انسانی سماج میں فرقہ واریت بھی وہ بنیادی سبب ہے جس سے انسانی سماج میں عدم برداشت کے رویے پروان چڑھتے ہیں۔اور انسانیت اس منفی فکر کی وجہ سے آپس میں تقسیم ہوتی ہوتی ایک دوسرے کی سخت مخالف ہو جاتی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ عدم برداشت کی روک تھام نہیں ہو پاتی اور انسانیت تباہی کی طرف چلی جاتی ہے۔ قرآن پاک کی بنیادی تعلیمات میں اسی رویے کو ختم کرنے اور عدم برداشت کی روک تھام کے لئے ایسا فطری اصول دیا ہے کہ انسانیت آپس میں بھائی بھائی بن کر رہے نہ کہ ایک دوسرے کی دشمن بن کر، عدم برداشت کی روک تھام میں اس قرآنی فہم و بصیرت کو ساتھ لیکر چلیں، اسی حوالے سے اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے کہ :

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"[xiii]

ترجمہ: "بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے بھائیوں میں صلح کرادو، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

**قرآنی تعلیمات میں فہم وبصیرت کا حصول اور عدم برداشت کی روک تھام کا قرآنی فلسفہ**

قرآن پاک میں موجود وحی کی تعلیمات اس بات کی طرف انسانوں کی رہنمائی کرتی ہیں کہ انسان دنیا میں رہتے ہوئے اپنے اندر سمجھ بوجھ اور مسائل کا حقیقی ادراک کر کے زندگی گزارنے والا بنے اور اس حوالے سے اللہ رب العزت نے بڑا دوٹوک اور واضح شعور دیا ہے کہ جب تک انسان معاشرے میں اپنے ارد گرد کے ماحول میں موجود عدم برداشت اور باقی دیگر منفی رویوں سے متعلق حقیقی شعور نہ رکھے اور اس کے تدارک کے لئے اس اعلیٰ درجے کی فہم و بصیرت جب تک اپنے اندر پیدا نہیں کرے گا تب تک وہ معاشرے میں موجود مسائل کا حل اور روک تھام کے لئے اعلیٰ کردار ادا نہیں کر سکے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

" فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا
قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ"[xiv]

ترجمہ ": سو کیوں نہ نکلا ہر فرقے میں سے ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب
اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تاکہ وہ بچتے رہیں۔ "

مولانا خواجہ عبدالحیی فاروقی (1965ء-1887ء)[xv] اپنی تفسیر "تفسیر الفرقان فی معارف القرآن"[xvi] جو انہوں نے جدید طبقے کو سامنے رکھ کر اس علمی انداز میں لکھی کہ ہندوستان میں موجود اس وقت کے مسائل اور عدم برداشت جیسے منفی رویوں کے حوالے سے بہترین رہنمائی کرتی ہے، اس تفسیر میں سورۃ التوبۃ کی تفسیر میں خواجہ صاحب مذکورہ آیت قرآنی سے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ قوم میں ایسا طبقہ ہونا لازمی اور ضروری ہے کہ جو ہر

وقت معاشرتی مسائل کے حوالے سے قرآنی فہم وبصیرت پر متوجہ رہے اور اس حوالے سے تیار رہے کہ قوم میں غیر معتدل رویوں اور عدم برداشت جیسی تکلیف دہ تعلیمات سے متعلق قرآنی فہم پیدا کرتا رہے، چنانچہ وہ اس پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ :

"رسول اللہ ﷺ اور جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس بات کی رہنمائی دی گئی ہے کہ آپ پر ہمیشہ جنگ کا ماحول نہیں رہے گا بلکہ آپ میں سے ایک جماعت اور گروہ دین اسلام کی تبلیغ، صبر و تحمل اور برداشت والی تعلیمات کا فہم وادراک پیدا کرنے کے لئے انسانی معاشرے میں کام کرتا رہے گا اور لوگوں کو اس کے مخالف نظریات کے منفی نتائج سے ڈراتا رہے گا۔[xvii] "

انسانی سماج میں صحیح اصولوں کا فہم وادراک اصل میں انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے اور قرآن پاک کی تعلیمات کا لازمی اور ضروری جز بھی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے بھی عدم برداشت کی روک تھام میں ایک جامع جملہ ارشاد، آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ :

"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"[xviii]

ترجمہ " : جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے"

قرآن پاک کے اس فہم کا نتیجے میں عدم برداشت کی روک تھام کا بصیرت افروز نمونہ خود قرآن میں اللہ پاک ایک اور انداز میں بھی انسانوں کی رہنمائی کے لئے ارشاد فرمارہے ہیں کہ دین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں تنگی اور سختی پیدا نہ کی جائے،انسانی سماج میں عدم برداشت کی ایک وجہ وہ تنگی اور سخت رویے ہوتے ہیں جو انسان دین کے معاملے میں اختیار کر جاتا ہے۔اللہ پاک فرماتے ہیں کہ :

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ"[xix]

ترجمہ: " اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی"

**صبر و تحمل کے ساتھ مضبوط رابطے کا نظام اور عدم برداشت کی روک تھام کا قرآنی اسلوب**

قرآن مجید میں اللہ رب العزت متعدد جگہوں میں ارشاد فرماتے ہیں اور اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ جو قوم اور انسانی معاشرہ کے لوگ صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں گے وہ کبھی بھی عدم برداشت کی روک تھام میں کردار ادا نہیں کر سکتے،ارشاد ہوتا ہے کہ :

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْاۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[xx]

ترجمہ: " اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلہ کے وقت مضبوط رہو اور لگے (ڈٹے) رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔"

قرآن پاک اس مذکورہ آیت میں انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود اور ترقی کو صبر واستقامت کے ساتھ لازم وملزوم قرار دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس سوسائٹی میں عدم برداشت کی روک تھام میں رابطے کے نظام کو مضبوط ہونے کے ساتھ تعبیر کرتے ہوئے یہ رہنمائی دے رہا ہے کہ انسان اجتماعی زندگی میں آپس میں مربوط رابطے کے نظام سے تمام برائیوں کا خاتمہ کر سکتا ہے اور عدم برداشت کی روک تھام میں آسانی کے ساتھ قانون سازی کر سکتا ہے۔

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

مولانا عبید اللہ سندھیؒ(1944ء-1872ء) [xxi] وہ مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں اپنی تفسیر' الہام الرحمان فی تفسیر القرآن 'میں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"قرآنی تعلیمات کا بنیادی مقصد اور ہدف اقوام عالم میں ایسی فطری تعلیمات کو عام کرنا ہے جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کو برداشت کرنا اور صبر و تحمل کے ساتھ مضبوط رابطے کے نظام سے وہ سب ملکر سماجی تبدیلی کی سوچ پیدا کرتے ہیں اور ایک منظم انداز میں ایسے عوامل کو فروغ ملتا ہے جس کے نتیجے میں اس انسانی سماج سے عدم برداشت لازمی ختم ہو جاتا ہے۔" [xxii]

سورۃ العصر میں اللہ رب العزت مسلمان جماعت کے ذریعے سے تمام انسانیت سے مخاطب ہو کر اس بات کی تلقین کر رہے ہیں کہ انسانی معاشرہ میں عدم برداشت کی روک تھام کے لئے اس سورۃ مبارکہ میں جن اصولوں کا ذکر ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس معاشرے کے لوگ اگر بڑے خسارہ سے بچنا چاہتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برداشت اور صبر و تحمل کے ساتھ زندگی بسر کریں نہ کہ عدم برداشت کی تعلیمات کو اپنائیں گے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ :

" اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" [xxiii]

ترجمہ" : مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے۔"

**سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں عدم برداشت کی روک تھام کا مفہوم اور تقاضے**

**سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں عدم برداشت کی روک تھام کا مفہوم**

جزیرہ العرب میں رسول اللہ ﷺ کی جب بعثت ہوتی ہے تو اس وقت کا عرب معاشرہ اس بات کی واضح دلیل پیش کرتا ہے کہ ہر انسان انفرادی و اجتماعی طور پر ظلمت و اندھیری میں ڈوبا ہوا تھا اور پورا عرب معاشرہ عام طور پر لڑائی اور جنگوں میں ملوث ملتا تھا۔ اُس دور میں ہمیں یہ بھی ملتا ہے کہ وہاں پر عدم برداشت کی آب و ہوا اتنی مضبوط تھی کہ ہر فرد اس سے متاثر تھا۔ ہندوستان کے مشہور عالم دین مولانا سید محمد میاں (1975ء-1903ء) [xxiv] اپنی سیرت کی کتاب میں ذکر کرتے ہیں کہ :

"جب رسول خدا ﷺ کو اللہ پاک نے نبی بنا کر عرب تمدن میں مبعوث کیا تو اس وقت عرب معاشرے میں جذباتیت اور عدم برداشت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسے اقدامات کئے کہ اس کے نتیجے میں عدم برداشت کی روک تھام کا سلسلہ شروع ہو گیا اور عرب معاشرے کے صالح اور سلیم الفطرت لوگ برداشت کی اعلیٰ تعلیمات کی طرف دوڑے چلے آئے۔" [xxv]

سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اگر ہم گہرائی سے مطالعہ کریں اور دیکھیں تو ہمیں ایسی بہت سی احادیث رسول ﷺ اور حکمت عملیاں ملتی ہیں جن کو اختیار کر کے رسول اکرم ﷺ نے عدم برداشت کی روک تھام میں ایسا شاندار کردار ادا کیا کہ مکی دور اور مدنی دور میں ہمیشہ آپ کی اپنائی

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

ہوئی برداشت پر مبنی حکمت عملی ہی کامیاب ہوئی اور آپ کی امن وامان اور صبر و تحمل والی تعلیمات کو دن بدن ترقی ملتی چلی گئی۔آپ نے سب سے پہلے جس چیز سے عدم برداشت کی روک تھام کا سلسلہ شروع کیا وہ تھا آپ کا حلم و بردباری کا انفرادی رویہ تھا، چنانچہ اسی سلسلہ میں قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد گرامی ہے کہ :

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ [xxvi]"

ترجمہ: " پھراللہ کی رحمت کے سبب سے توان کے لیے نرم ہوگیا،اورا گرتو تندخواور سخت دل ہوتاتوالبتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے "

مندرجہ بالا قرآنی آیت میں رسول اللہ ﷺ کی صفت حلم اور نرمی والے رویے کے بارے میں واضح کیا جارہاہے کہ سیرت رسول ﷺ میں عدم برداشت کی روک تھام کا حقیقی مفہوم یہی ہے کہ انسان اپنے اندر نرم رویے پیدا کرے اور ایک دوسرے کی بات کو اچھے طریقے سے سن کر ایسا عمل پیش کرے جس میں ان سب کے لئے نرمی ہو نا کہ شدت اور سختی کا رویہ ہو۔

اسی طرح سیرت رسول ﷺ میں ہمیں امت کی یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اس عرب معاشرے میں جہاں غیر معتدل رویے زور وشور پر تھے، آپ نے ایک معتدل رویے کی طرف قدم بڑھایااور عرب معاشرے میں ایسے انداز میں کام کیاکہ اس سے افراط و تفریط سے ہٹ کر ایک انتہائی شاندار معتدل رویے کا سبق دیا۔جیساکہ رسول اللہ کاارشاد گرامی ہے کہ :

"عن عبد اللہ ابن العباس ننتظرہ فمربنایزید بن المعاویۃ النخعی فقلنا اعلمہ بمکاننا فدخل علیہ فلم یلبث ان خرج علینا عبد اللہ فقال انی اجز بمکانکم فما یمنعنی ان اخرج الیکم الا کراھیۃ ان املکم ان رسول اللہ ﷺ کان یتخولنا بالموعطۃ فی الایام مخافۃ السامۃ علینا[xxvii]"

ترجمہ: " حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتظار میں ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس یزید بن معاویہ نخعی کا گزر ہوا۔ان کو کہاہمارے آنے کی اطلاع کردووہ ان کے پاس گئے پھر تھوڑی دیر میں ابن مسعود آگئے اور فرمایا: مجھے تمہارے آنے کی اطلاع تھی مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف یہ چیز مانع تھی کہ کہیں تم ملول خاطر نہ ہو جاو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہمارے اکتا جانے کے خدشے سے صرف بعض ایام میں نصیحت کرتے تھے۔"

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ سیرت رسول ﷺ میں کس طرح عدم برداشت کی روک تھام کے لئے وعظ و نصیحت اور دعوت کے میدان میں حکم تھاکہ ایک معتدل رویے کے ساتھ بات چیت کی جائے۔

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

**رسول اللہ ﷺ کی دعوتی حکمت عملی اور عدم برداشت کی روک تھام کا نبوی طریقہ کار**

نبوت ورسالت ملنے کے بعد رسول کریم ﷺ نے جس انداز اور اعلیٰ حکمت عملی کے تحت اللہ کے پیغام کو عرب معاشرے کے اس عدم برداشت والے ماحول میں پھیلایا جس کی مثال قیامت تک ہمیں نہیں ملتی، آپ نے ایسے اعمال اور اقوال کو استعمال میں لایا کہ برداشت، صبر و تحمل سے دور عرب قوم جلد ہی عدم برداشت کے رویے اور تعلیمات

---

ابوالحسن، احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغة )قم، ایران: مطبع، نشرادب الحوزة 2000ء) ، ج: 12، ص:293

الافریقی، ابن منظور العلامہ ،لسان العرب )قم، ایران: مطبع، نشرادب الحوزة 1985ء) ، ج: 12، ص367:

محمد عبدالرؤف مناوی المشہور امام مناوی قاہرہ مصر میں شافعی المسلک ایک جید عالم دین تھے، آپ 1545ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور 1622ء میں قاہرہ میں ہی وفات پائی، آپؒ ایک عربی دان ماہر عالم دین تھے اور لغات پر بھی بہت دسترس رکھتے تھے۔ آپؒ نے بہت ساری کتابیں تحریر کیں جن میں سے زیادہ تصانیف عربی سے دوسری زبانوں میں تراجم اوران کی اصلیت سے ہے۔ علامہ زرکلی، معجم المؤلفین، (قاہرہ، مصر: مکتبہ بیروت، 1633ء)، ج: 2، ص: 143

مناوی، عبدالروف، كنوز الحقائق في حديث خير الخلائق)، بیروت :دار المعرفة 2010ء)، ص: 267

قاضی عیاض جن کا پورا نام ابوالفضل عیاض بن موسیٰبن عیاض ہے، مراکش شہر کے رہنے والے مالکی المسلک عالم دین تھے۔ قرطبہ میں عہدہ قضا پر بھی فائز رہے ہیں، اور اس حوالے سے اپنے دور کی بہترین قاضی القضاء مشہور ہوئے۔ علامہ زرکلی، معجم المؤلفین، (قاہرہ، مصر: مکتبہ بیروت، 1633ء)، ج: 3، ص: 265

ابوالفضل، قاضی عیاض، مشارق الأنوار على صحاح الآثار)، قم ایران: مطبع، نشرادب الحوزة 1985ء، (ج: 11، ص:159

امام راغب اصفہانیؒ کی پیدائش کے حوالے سے معلومات میسر نہیں ہیں۔

الاصفہانی، ابوالقاسم حسین بن محمد، المفردات القرآن فی غریب القرآن، (بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، 2011ء)، ص: 321

مولانا وحید الزمانؒ 1850ء میں کانپور میں پیدا ہوئے، آپ برصغیر پاک وہند کی مشہور شخصیت ہیں، آپؒ نے کئی کتب لکھیں اور کتب حدیث کے تراجم بھی کئے ہیں۔ (امینی، نور علم خلیل، پس مرگ زندہ، یوپی انڈیا: ادارہ علم وادب، دیوبند 2018ء، ص: 294-298)

کیرانوالی، وحید الزمان، القاموس الاصطلاحی، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی، 2001ء، ص: 173-175۔

الشوریٰ 43:42

البقرۃ 2: 256

الحجرات 10:49

التوبۃ 9: 122

مولانا خواجہ عبدالحیی فاروقی ایسے مفسر عالم ربانی تھے کہ ہندوستان میں امام شاہ ولی اللہ کی اسلوب تفسیر کے تناظر میں آپ کی تفسیر مایاناز تصور کی جاتی ہے، آپؒ نے یہ قرآن فہمی مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی زیر نگرانی پایا تکمیل کی اور اس حوالے سے پاک وہند میں سماجی اور دینی کردار ادا کیا۔ آپ نے دین کی خاطر جیلیں بھی جھیلیں اور ساتھ ساتھ قرآن کی خدمت بھی خوب ادا کی، آپ جامعہ ملیہ میں شعبہ اسلامیات کے صدر بھی رہے اور تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے شہر لاہور میں آگئے اور وہاں پر درس قرآن دینا شروع کر دیا تھا۔ آپ کا یہ درس قرآن ادارہ اصلاح و تبلیغ والوں نے متعدد بار طبع کیا۔ محمد یونس ندوی، عربی علوم وفنون کے ممتاز علماء، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامی، جدید ایڈیشن، 1997ء) ، ص: 236

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

خواجہ صاحب کی یہ تفسیر نامکمل صورت میں مارکیٹ میں طبع ہوئی تھی، دو جلدوں پر مشتمل حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ کراچی والوں نے چھاپی، آپ کی یہ تفسیر امام شاہ ولی اللہ کے بیان کردہ اسلوب تفسیر اور مولانا عبیداللہ سندھی کی بیان کردہ تشریحات کی روشنی میں لکھی ہے۔( تفسیر ہذا کے مقدمہ سے ماخوذ، ص: 903۔)

فاروقی، خواجہ، عبدالحیی، تفسیر الفرقان فی معارف القرآن (کراچی: حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ، 2010ء)، ج: 2، ص: 663

بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، بَابُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، ح: 71، ج:1، ص:216

الحج 22: 78

آل عمران 3:200

مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہندو پاک کے وہ عظیم عالم، سیاسی رہنما اور سماجی رہبر تھے جنھوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کے سیاسی غلبے اور سماجی اقدار کی بحالی میں لگا دیے اور آنے والے دور کے لئے ایک ایسا انقلابی فکر مرتب کیا کہ مسلمان جماعت کے لئے قابل قدر قوانین مل جاتے ہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند اور حضرت شیخ الہند کے عظیم اور ذہین ترین شاگرد تھے جو سکھ مذہب سے مسلمان ہوئے اور دین اسلام کے معاشرتی نظام پر انقلابی انداز میں گفتگو فرمائی اور دین کو برصغیر کے اندر سیاسی غلبے کے طور پر کیسے عمل میں لایا جاسکتا ہے اس پر آپ نے فلسفہ، تفسیر، حدیث اور تاریخ پر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ محمد یونس ندوی، عربی علوم وفنون کے ممتاز علماء، ص: 196

سندھی، مولانا، عبیداللہ، الہام الرحمان فی تفسیر القرآن، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، نسخہ ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری، 2003ء)، ج: 2، ص: 143

العصر 3:103

مولانا سید محمد میاں دیوبندی صاحب برصغیر پاک وہند میں تحریک آزادی کے وہ عظیم مجاہد تھے جنھوں نے حضرت شیخ الہند کے مشن میں عملی طور پر کردار ادا کیا وہیں ساتھ ساتھ بڑی جاندار قسم کی کتابیں بھی تحریر فرمائیں، 'سیرت محمد رسول اللہ' سیرت پر ان کی بہترین کتاب ہے اور تعلیمی اداروں میں ماخذ کے طور پر دیکھی جاتی ہے، آپ 1975ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔ محمد یونس ندوی، عربی علوم وفنون کے ممتاز علماء، جدید ایڈیشن، ص: 218

سید، مولانا، محمد میاں، سیرت محمد رسول اللہ قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں، (لاہور: مکتبہ محمودیہ بیت الحمد، 1997ء) ، ص: 136

آل عمران 3:159

مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب الاخلاق ، ح: 250، ج2، ص636 :